انگوٹھے چومنے
کا ثبوت
تصنیف لطیف
مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت
علیہ الرحمۃ اللہ القوی
مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی
www.FaizAhmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ

انگوٹھے چومنے کاثبوت

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان،خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کی تصحیح کرلی جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

﴿مدحت فیض احمد کی﴾

حضرت صاحبِ تصانیف ِ کثیر ہ اُستاذ الاساتذہ،مفسرِ قرآن علامہ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

از خلیل احمد خلیل فریدی (بہاولپور)

زباں کیسے کرے گفتار مدحت فیض احمد کی		ستونِ دینِ احمد ہے امامت فیض احمد کی
تصانیف کثیرہ ہے کتابیں لکھیں پندرہ سو		تعصب بر طرف دیکھو یہ محنت فیض احمد کی
کیا تفسیر روح البیان کا اردو میں ترجمہ		مکمل تیس پارے ہیں یہ ہمت فیض احمد کی
اکیلا بھی مذاہب باطلہ پر حاوی ہو بیٹھا		محض درویش سادہ لوح طبیعت فیض احمد کی
جھگڑتے آئے ہیں برسوں سے بس یہ دشمنانِ دیں		قدم ہلنے نہیں پائے عزیمت فیض احمد کی
عمر میں فیض احمد دیں احمد کو نہیں بھولے		مگر دیں بھی نہیں بھولے گا خدمت فیض احمد کی
عجب خوشبوئیں آتی ہیں مفسّر کی محدث کی		میں جب بھی دیکھتا ہوں بس ذہانت فیض احمد کی
سنو لوگو! بہاولپور چراغِ علم روشن ہے		ہے درس گاہ عظیم الشاں عمارت فیض احمد کی
ماہ رمضان روضۂ پاک کی چھاؤں میں رہتے ہیں		مجھے تو اس لئے ہے بس محبت فیض احمد کی
خلیل اپنا ہے گھر مذکور جامعہ کی حدود کے اندر		روزانہ ہو ہی جاتی ہے زیارت فیض احمد کی

﴿انتساب﴾

چونکہ اس تصنیف کا آغازواختتام دورِ طالب علمی میں مرکزی دارالعلوم ”جامعہ رضویہ“میں ہوا۔اس لئے اسے ایصالِ ثواب کے طورپر حضورسیدی وسندی ذخری لیومی وغدی ،ماوائی وملاوی قبلہ اُستاذی مولانا العلامہ الحاج حضرت محمد سرداراحمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لائل پوری محدّثِ اعظم پاکستان کے نام نذر گزار کرتاہوں۔

گر قبول افتدزہے عزو شرف

ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

جمادی الآخر ۱۳۷۱ھ

تمہید

رب صل وسلم دائماً ابداً　　　　علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

امابعد! فقیر ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی غفرلہ متعلم مدرسہ جامعہ رضویہ لائل پور ساکن حامد آباد من مضافات بہاولپوراہلِ اسلام کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ نبی اکرم، شفیع معظم ﷺ کے اسمِ مقدس کو سن کرچومنامستحب ہے۔فقہ حنفی وشافعی وغیرہما میں اس کے استحباب پر صریح عبارات موجود ہیں اوراحادیث سے بھی اس کا ثبوت ملتاہے لیکن بعض مدعیانِ اسلام اس کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ اس کے عامل کو"بدعتی" قرار دے کرعوام کوبہکاتے ہیں۔

اس فقیرسراپاتقصیر کے پاس چندحوالے جمع تھے جنہیں برادرانِ اسلام کی خدمت میں پیش کرتاہے تاکہ مسئلہ کی حقیقت بے نقاب ہوجائے۔اگرچہ علماء حق اس مسئلہ کو خوب لکھ گئے لیکن صرف حصولِ سعادت کی غرض پر چندسطورحوالہ قلم کردیئے۔خداوندعالم بطفیلِ محبوبِ اعظم ﷺ قبول فرماکر میرے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

﴿مقدمہ﴾

رب صل وسلم دائماً ابداً　　　　علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خداوندِ عالم کے محبوب ہیں یہ ایسامرتبہ ہے کہ جس کے بعد کوئی مرتبہ نہیں۔اسی لحاظ سے تمام انبیاءورسل علیہم السلام ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مدح گو ہیں اورخود اللہ تعالیٰ بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعریف وتوصیف فرماتا ہے۔اس بلندشان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہرادا کو عبادت اور اُن کے ہرفعل کواپنی اطاعت قراردیابلکہ ہر وہ امرجو آپ کی تعظیم کے لئے ہو عمل میں لانے سے بہت اجر وثواب دیتاہے اسی وجہ سے ہم پرصحابہ کرام(رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو فوقیت ہے کہ وہ بارگاہ نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں محبت وعقیدت کے نذرانے پیش کرتے توخداوندِعالم اس کا صلہ بہترین سے بہترین عطا فرماتامثلاً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کی نماز صرف نیندِ نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر قربان کی تو اللہ تعالیٰ نے سورج اُلٹا دیااورحضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غارمیں جان دینے کو تیار ہوگئے تواللہ تعالیٰ نے اُن کا قصہ رہتی دنیا تک بلکہ ابداً ابداً قرآن پاک میں درج فرمایا۔اُمِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بول مبارک پیا تو اُن پر آتشِ دوزخ حرام کی گئی اور پیٹ کے جملہ امراض سے بھی شفاء مل گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وضو کے پانی کو تبرک بناتے اور تھوک مبارک و ناک مبارک کی رطوبت کو منہ پر ملتے اور جسموں پر اور بال مبارک ہر ایک نے اپنے پاس حرزِ جان(بہت عزیز) بنارکھا۔امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وصال کے وقت وصیت کرتے ہیں کہ حضوراکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ناخن اور بال مبارک قبر میں رکھے جائیں۔

حضوراکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ملبوسات کو ایمان کی جان سمجھ کر صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے گھروں میں رکھتے ہیں۔حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہانی زبان زدِ خلق(مشہور) ہے وغیرہ وغیرہ۔کتبِ دینیہ کے مطالعہ سے بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ وہ اعمال جو نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم پر دلالت کرتے ہیں اُن کے لئے اگرچہ دلیل شرعی نہ بھی ملے تب بھی عامل کو اجر و ثواب ملتاہے۔امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کون سی شرعی دلیل تھی جس کی وجہ سے وہ حدیث کو بحالتِ قیام اور نہایت زیب و زینت میں پڑھاتے ہیں اور مدینہ شریف سے باہر نہیں جاتے اور نہ ہی مدینہ شریف میں سواری پر سوار ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔مجبور ہوکر کہنا پڑے گا کہ تعظیمِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں جو عمل کیا جاتاہے اس پر اجرو ثواب ہے۔

من جملہ اِن کے انگوٹھے چومنا یہ بھی ایک تعظیم ہے کہ کسی کے نام پر انسان جھوم جائے اور عقیدت کا اظہار کرے تو وہ محبت کی ایک دلیل ہے۔ حضوراکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نامِ اقدس کو سن کر عاشقِ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جھوم جاتاہے اور محبت وعقیدت سے

سر جھکا تا ہے اور انگوٹھے چومتا ہے اِس پر اگرچہ اس کے پاس دلیل نہ بھی ہوتی تب بھی شرعاً گرفت نہ تھی کیونکہ ایسے عمل سے شرعاً کسی قانونِ شرعی کے خلاف نہیں کرنا پڑتاہے۔بحمد ہ تعالیٰ ایسے عاشقِ صادق کے لئے بہت بڑے دلائل ہیں جو اسے مجبور کرتے ہیں کہ اپنے محبوب کا نام سنتے ہی عقید ت کا نذرانہ پیش کرے۔اگر کوئی روکے تو اسے اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت ، مجدد دین وملت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کا یہ شعر سنادیجئے۔

نجدی کہتاہے کہ کیوں تعظیم کی　　　یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

﴿ہمارامدعا﴾

نبی پاک ﷺ کا اسم گرامی بوقت اذان واقامت سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا مستحب ہے۔یہی ہمارا مذہب ہے اسی پر ہمارے دلائل قائم ہوتے ہیں۔بہتان تراشی کا جواب ہمارے پاس نہیں کہ بڑی دلیری سے کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ اہل سنت انگوٹھے چومنا واجب مانتے ہیں۔چنانچہ ایک بہتان تراش لکھتاہے ،"واقعی اذان کا جواب اور دعا و درود شریف پڑھنا چھوڑ کر صرف انگوٹھے چومنا واجب سمجھا لیا ہے"۔

اس بہتان تراش سے پوچھئے کہ ہماری کون سی کتاب میں ہے کہ ہم انگوٹھے چومنا واجب مانتے ہیں۔سچ ہے

اذا فات الحیاء فافعل ماتشاء　　　جب حیا ختم ہو جائے تو پھر جو چاہے کر

ہم چونکہ اس عمل مبارک کو مستحب مانتے ہیں اس پر احادیث و اقوال ،فقہاء و صلحاء موجود ہیں جو درجِ ذیل ہیں.

﴿باب اول﴾

فصل اول در احادیث

من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابھامیہ ومسح علی عینیہ لم یعم ابدا [1]

یعنی جس نے اذان میں میرا نام سن کر انگوٹھوں سے لگا کر چوما اور آنکھوں سے لگایا تو وہ کبھی اندھا نہیں ہو گا۔

---

[1] (تفسیر روح البیان، سورہ احزاب، 229/7، دار الفکر بیروت)

روی عن النبیﷺ انه قال من سمع اسمی فی الاذان ووضع ابهامیه علی عینیه فانا طالبه فی صفوف القیمة وقائدة الی الجنة [2]

یعنی جس نے میرا نام سن کر انگوٹھوں کو آنکھوں سے لگایا تو میں اس کو قیامت میں صفوں سے تلاش کرکے بہشت میں لے جاؤں گا۔

وقال الطاوسي إنه سمع من الشمس محمد ابن أبي نصر البخاري خواجه حديث من قبل عند سماعه من المؤذن كلمة الشهادة ظفري ابهاميه ومسهما على عينيه وقال عند المس اللهم احفظ حدقتي ونورهما ببركة حدقتي محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ونورهما لم يعم [3]

یعنی طاؤسی فرماتے ہیں اُنہوں نے خواجہ شمس الدین ابی نصر البخاری سے یہ حدیث سنی کہ جو شخص مؤذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں سے لگائے اور یہ دعا پڑھے"اللهم احفظ حدقتی الخ"تو وہ اندھا نہ ہوگا۔

عن الخضر عليه السلام أنه من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمداً رسول الله مرحباً بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم ثم يقبل ابهاميه ويجعلهما على عينيه لم يرمد أبداً [4]

یعنی حضرت خضر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس نے مؤذن کے قول"أشهد أن محمداً رسول الله"کو سن کر مرحباً بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم کہا اور انگوٹھوں کو چوما اور ان کو آنکھوں پر پھیرا تو اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مؤذن کے قول"أشهد أن محمداً رسول الله"کو سن کر انگوٹھوں کو چوما اور آنکھوں سے لگایا تو حضورﷺ نے فرمایا: من فعل مثل ما فعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي [5]

---

[2] (صلوٰۃ مسعودی، باب بست ویکم دربیان بانگ نماز، 350/2، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

[3] (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة، حرف المیم، ص385، دارالکتب العلمیة بیروت)

[4] حوالہ مذکورہ

[5] (کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتهر من الاحادیث علی السنة الناس، 206/2، الحدیث:2296، مکتبة القدسی القاهرة)
(المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة، حرف المیم، ص385، دارالکتب العلمیة بیروت)

یعنی جس طرح میرے خلیل صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا جو بھی ایسے ہی کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

عن الفقيه أبي الحسن علي ابن محمد من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمدا رسول الله مرحبا بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم ويقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعم ولم يرمد[6]

یعنی حضرت ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص ''أشهد أن محمدا رسول الله'' سن کر ''مرحبا بحبيبي'' کہتا ہے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرتا ہے تو وہ ہمیشہ نہ تو نابینا ہوگا اور نہ اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

چند اوراحادیث کے مضامین آئندہ فصل میں آئیں گے ویسے کتبِ احادیث میں اسی قسم کی روایات بہت ہیں لیکن ان سب کے اسی طرح کے مضامین ہیں۔

﴿غلطی کا ازالہ﴾

اس سے بعض جاہلوں کی جہالت بھی ظاہر ہوگئی جبکہ اُنہوں نے لکھا ہے کہ "علماء مبتدعین انگوٹھے چومنے کی اصل روایت جو بڑے کروفر سے بیان کرتے ہیں صرف دو عدد ہیں" یہ اس کی جہالت کا بیّن(واضح) ثبوت ہے کہ اس نے مطالعہ کئے بغیر صرف دو حدیثیں مانیں حالانکہ اس موضوع پر بہت سی حدیثیں ہیں جنہیں عرض کردیا گیا ہے ان کے علاوہ اور بھی بہت ہیں۔

﴿نتائج﴾

محشر کے دن میدانِ حشر میں جبکہ تمام لوگ نفسی نفسی پکاریں گے انگوٹھے چومنے والے کو ایسے آڑے وقت میں سرورِ عالم ﷺ صفوں کے اندر سے تلاش کرکے بہشت میں لے جائیں گے۔

اس نیک عمل سے حضوراکرم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔یہ خصوصی وعدہ ہے ورنہ آپ کی شفاعت سے بہت سے لوگوں کو محروم رکھا جائے گا۔آنکھوں کی جملہ امراض سے نجات ملے گی۔

چنانچہ آئندہ فصل کے واقعات تفصیلی سے معلوم ہوگا۔

---

[6] (كشف الخفاء ومزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على السنة الناس، 206/2، الحديث:2296، مكتبة القدسى القاهرة)

(المقاصد الحسنة فى بيان كثير من الاحاديث المشتهرة على الالسنة، حرف الميم، ص385، دار الكتب العلمية بيروت)

﴿فصل دوم﴾

اب چند حکایات درج کی جاتی ہیں جو مذکورہ بالا احادیث پر عمل کرنے سے فوائد حاصل کرنے پر شہادت کا کام دیں گی۔

﴿حکایت نمبر ۱﴾

حدیث شریف میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں تشریف لاتے تو فرشتگان نورِ محمدی ﷺ کی زیارت کے لئے حاضری دیتے تو آدم علیہ السلام نے ملائکہ کی حاضری کا سبب پوچھا تو حکم ہوا کہ یہ نورِ محمدی ﷺ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ آدم علیہ السلام کو نورِ محمدی ﷺ کی زیارت کا اشتیاق ہوا تو بارگاہ ایزدی میں زیارت کی التجاء کی او اظھر الله تعالی جمال حبیبه فی صفاء ظفری ابهامیه مثل المرآة فقبل آدم ظفری ابهامیه ومسح علی عینیه

تواللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ مدنی ﷺ کا جمال آدم علیہ السلام کے ناخنوں میں آئینہ کی طرح ظاہر فرمایا جس پر آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھوں کو چوما اور آنکھوں پر لگایا۔

اس کے بعد حدیث شریف میں ہے کہ لم یعمر ابدا [7]

(فتاویٰ جواھر، فتاویٰ سراج المنیر، فتاویٰ مفتاح الجنان، نعم الانتباہ از منیر العین، صفحہ ۱۴۳)

(اسی طرح کا واقعہ انجیل برنباس، صفحہ ۶۱، ۶۰ مترجم مطبوعہ حمیدیہ اسٹیج لاہور میں بھی ہے.)

یعنی حضرت آدم علیہ السلام اسی عمل کی بدولت تادمِ زندگی نابینا نہ ہوئے۔

فائدہ: انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اپنے باپ کی سنت پر عمل کرنا اپنے باپ کے ہونے کا ثبوت دینا ہے ورنہ......

فائدہ: ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بعض معجزات وہ بھی ہیں جو "قبل از ظہورِ عالَمِ دنیا" صرف اسم مقدّس کی برکت سے نمودار ہوئے۔ یہ معجزہ انہی میں سے ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی بینائی کی حفاظت فرمارہے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی سنت نے سمجھا دیا ہے کہ اے بنو آدم علیہ السلام اپنی بینائی کی حفاظت سیدعالم ﷺ کے طفیل کرو۔

﴿حکایت نمبر ۲﴾

---

[7] (تفسیر روح البیان، سورہ, احزاب, 229/7, دار الفکر بیروت)

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا مرد تھا جس کا پورا ایک سو سال جرم و خطا میں گزرا۔جب وہ فوت ہوا تو بنی اسرائیل نے اسے ایسے ہی بلاکفن و دفن پھینک دیا۔

فأوحی اللہ تعالیٰ إلی موسیٰ علیہ السلام أن غسلہ وکفنہ وصل علیہ

اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اسے غسل دو اور کفنا کراس پر نمازِ جنازہ پڑھو۔

سبب دریافت کیاگیا تواللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لأنہ نظر في التوراۃ اسم محمد فقبلہ ووضعہ علی عینیہ وصلی علیہ

یعنی اس لئے کہ اس نے تورات میں میرے محبوب ﷺ کا اسم گرامی دیکھا تو اسے بوسہ دے کر آنکھوں پر رکھا اور درود بھی پڑھا۔

فغفرت لہ ذنوبہ وزوجتہ سبعین حوراء [8]

یعنی اسی لئے میں نے اسے بخش دیااوراسے حور بھی عنایت کر دی۔

فائدہ : اس حکایت کو بار بار پڑھئے ہمارے مخالفین توزندگی بھر ماتھے رگڑر گڑکر بھی بہشت نہ لے سکے اور نہ ہی حور۔

یعنی میرا مالک حقیقی قادر ہے کہ اپنے محبوب مدنی ﷺ کے ایک نام لیوا اور عاشق کو بہشت بھی دے دی اورحور بھی۔اس سے مخالفین روئیں یا مریں لیکن اس عاشق نے بزبانِ حال کہہ ہی دیا،

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو　　　ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

﴿ایک شبہ﴾

انہی باتوں سے لوگ دھوکہ میں آجاتے ہیں کہ گناہ کئے جاؤ۔اللہ تعالیٰ تو صرف نبی اکرم ﷺ کے نام کی برکت سے بخش دے گا لہٰذا اب اعمالِ صالحہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔"قطع نظر حکایت کی صحت"روایت کے اسلامی طریقوں پر حرف آتاہے۔

---

[8] (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ،وھب بن منبہ ،42/4،دار الفکر بیروت)

(نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس ،باب ذکر مناقب سید الاولین والاخرین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الہ واصحابہ الطیبین الطاھرین ،329/2، المکتب الثقافی للنشر والتوزیع القاھرۃ)

(الخصائص الکبری باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل وسائر کتب اللہ المنزلۃ ، 29/1،دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(السیرۃ الحلبیۃ ، باب تسمیتہ صلی اللہ علیہ وسلم محمدا وأحمدا ، 93/1، المطبعۃ الازھریۃ)

الجواب:

"رحمت حق بہانہ می جوید" یعنی رحمت حق بہانہ ڈھونڈتی ہے۔

مولیٰ عزوجل اگر قہار و جبّار ہے تو رحیم و کریم بھی ہے اور ستار و غفار بھی۔مخالف کے سامنے نبوی وقار ﷺ چونکہ بالکل نہیں اسی لئے اسے یہ بات معمولی معلوم ہورہی ہے۔صحابہ کرام کی زندگی پر نظر ڈالئے انہوں نے کون سے شاقہ اعمال کئے کہ اُمتِ مصطفویہ علیٰ صاحبہا التحیۃ کے اغواث واقطاب نبی کریم ﷺ کے اس صحابی (جس نے ساری زندگی کفر و شرک میں گزاری لیکن آخری لمحات ِ زندگی نبی پاک ﷺ کے رُخ انور کی زیارت کرکے کہہ دیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کا موازنہ کروگے تو صحابی کی شان کو فوقیت حاصل ہوگی۔صرف اس لئے کہ وقارِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کاصدقہ ہے لیکن تاہم مخالف کے اطمینان کے لئے ثبوت میں ذیل کی سچی اور صحیح حدیث شریف کافی ہے۔

﴿حکایت ۳﴾

حضوراکرم ﷺ فرماتے ہیں سابقہ زمانے میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے مرد قتل کئے۔ایک عالِم سے اپنی توبہ کا سوال کیا تو اس نے

ایک راہب کی طرف رہبری کی اس راہب کی خدمت میں پہنچ کر اپنا ماجرا سنایا۔راہب نے کہا ایسے کی توبہ قبول نہیں ہوگی اس نے راہب کو بھی قتل کردیااب اس پر سو قتل ہوگئے۔آگے چل کر پھر کسی عالم دین سے اپنی توبہ کے متعلق پوچھا تاکہ اس کی توبہ قبول ہوجائے۔اس نے کہا کیوں نہیں توبہ کے درمیان کون حائل ہوسکتاہے لیکن فلاں گاؤں میں جاؤ وہاں اللہ کے بندے رہتے ہیں جو عبادت گزار ہیں توان کے ساتھ رہ کر عبادت کر اپنے گاؤں میں نہ جانا اس لئے کہ وہ بُرا مقام ہے۔وہ مرد چل پڑا جب آدھا سفر طے ہوا تو ملک الموت آپہنچا اُس نے اُس گاؤں کی طرف سینہ بڑھایا اس کے بعد ملک الموت جان لے کر چل پڑا

فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلاَئِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَقَرَّبِي وَأَوْحَى اللهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعَدِي وَقَالَ قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبُ بِشِبْرٍ ، فَغُفِرَ لَه [9]

یعنی تورحمت و عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے زمین کے ناپنے کا حکم دے دیا گیاادھر زمین کو گھٹنے بڑھنے کا حکم دیاوہ شخص زمین مقصود کی طرف ایک بالشت کے برابر قریب پایا گیا اسی وجہ سے اسے بخش دیا۔[10]

---

[9] (صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء ،باب حدیث الغار ،174/4 ، الحدیث:3470 ،دار طوق النجاۃ)

[10] معلوم ہوااللہ نے محض نیّتِ خالص کیوجہ سے ہی اس کی مغفرت فرمادی۔

اس کے علاوہ بخاری شریف میں ہے کہ ایک عورت کو صرف کتے کو پانی پلانے سے بخشا گیا [11] اور دوسرے کو راستہ سے کانٹے ہٹانے سے بخشا گیا۔[12]

دیکھئے رب کریم نے اپنے بندوں کو کیسی کریمی سے بخشااور ہماری پیش کردہ روایت میں تو نبی اکرم ﷺ کے نام اقدس کا وسیلۂ جلیلہ بھی ہے اور جہاں حبیب ﷺ کاوسیلہ جلیلہ ہو وہاں تو فضلِ الٰہی کا کیا کہنا جیسے آدم علیہ السلام کے واقعہ میں ہوا۔

﴿حکایت ۴﴾

حضرت مولانا روم قدس سرہ مثنوی شریف میں لکھتے ہیں کہ

بود درانجیل نام مصطفی(ﷺ) آن سرپیغمبران بحرِ صفا

یعنی انجیل میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی درج تھا۔آپ ﷺ ہی تو انبیاء کے سردار اور بحر صفا ہیں۔

بود ذکرحلیہ ھا وشکل او بود ذکرغزووصوم واکل او

یعنی تورات میں آپ کی صورت و شکل مبارک کا بیان تھا۔اور آپ کے جہاد اور خوردونوش اور صوم وصلوٰۃ کا بھی ذکر درج تھا۔

طایفۂ نصرانیان بہر ثواب چون رسیدندی بدان نام وخطاب

یعنی عیسائیوں کی ایک جماعت جب اس نام پاک اور خطاب مبارک پر پہنچی۔

بوسه دادندی بدان نام شریف رونهادندی بدان وصف لطیف

یعنی تو وہ لوگ بغرضِ ثواب اس نام شریف کو بوسہ دیتے۔ اور اس ذکر مبارک پر بطورِ تعظیم منہ رکھ دیتے۔

اندراین فتنه که گفتم آن گروه ایمن ازفتنه بدند وازشکوه

یعنی جس گروہ کا بیان ہوا۔وہ دنیا کے فتنوں اور شکووں کے دبدبوں سے محفوظ تھا۔

ایمن ازشر امیران ووزیر درپناه نام احمد مستجیر

یعنی بادشاہوں اور وزیروں کے شر سے اس لئے محفوظ تھے۔کہ انہیں حضور ﷺ کے اسم گرامی کی پناہ نصیب تھی۔

نسل ایشان نیز هم بسیارشد نوراحمد ناصرآمد یارشد

---

[11] (صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه الخ، 130/4، الحديث:3321، دارطوق النجاة)
[12] (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب فضل التهجير إلى الظهر، 132/1، الحديث:652، دارطوق النجاة)

یعنی (اس تعظیم کی بدولت)ان کی نسل بہت بڑھ گئی اور۔حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کا نور اُن کا حامی و ناصر تھا۔(اُن کے مقابل ایک دوسرا بے ادب گروہ بھی تھا۔)

وآن گروه دیگراز نصرانیان　　　نام احمد ﷺ داشتندی مستهان

یعنی ان نصرانیوں میں دوسرے وہ بھی تھے۔جو نبی اکرم ﷺ کے نام اقدس کی بے ادبی کرتے تھے۔

مستهان وخوارگشتند از فتن　　　ازوزیرشوم رای شوم فن

یعنی انہیں یہ سزا ملی کہ فتنوں سے خوار وذلیل ہوگئے۔　اوروزیر شوم سے بھی انہیں سخت اذیتیں پہنچیں۔

مستهان وخوارگشتندآن فریق　　　گشته محروم ازخود وشرط طریق

یعنی وہ گروہ ذلیل وخوار ہوا۔اپنی ہستی سے محروم یعنی قتل کئے گئے اور مذہب سے بھی محروم یعنی عقائد خراب ہوگئے۔

نام احمد ﷺ چون چنیں یاری کند　　　تاکه نورش چون مددکاری کند

یعنی نبی پاک ﷺ کا نام جب ایسی مدد کرتاہے۔تو اندازہ کرو کہ ان کا نور کس قدر مددگار ہوتاہے۔

نام احمدﷺ چون حصاری شد حصین　　　تا چه باشد ذات آن روح الامین [13]

یعنی جب حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کا اسم گرامی حفاظت کے لئے مضبوط قلعہ ہے۔تو اس روح الامین کریم ﷺ کی ذات پاک کیسی ہوگی۔

فائدہ : اس سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے عشاق اور بے ادب زمانہ قدیم سے چلے آئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ادب کرنے سے بگڑی بن جاتی ہے اور بے ادبی سے ذلت و خواری نصیب ہوتی ہے اور یہ فیصلہ ازل اور قدیم سے چلاآرہا ہے اور قیامت تک رہے گا۔

انشاء اللہ تعالیٰ

﴿حکایت ۵﴾

فقیہ محمد بن البابارحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی سے روایت ہے وہ اپنا حال بیان کرتے ہیں کہ ایک ہوا چلی کہ کنکری ان کی آنکھ میں پڑگئی۔نکالتے تھک گئے ہرگز نہ نکلی اورنہایت شدید درد پہنچایا۔اُنہوں نے موذن کو ''أشهد أن محمداً رسول الله''

[13] (مثنوی معنوی، دفتر اول،نعت تعظیم حضرت مصطفی که در انجیل بود، ص76-75،کتابخانه امید ایران)

کہتے ہوئے سنا تو کہا ''مرحباً بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم'' تو (یعنی اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! مرحبا آپ کا اسم گرامی محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک) کنکری فوراً نکل گئی۔[14]

فائدہ : حضرت ردادرحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وهذا يسير في جنب فضائل الرسول صلى الله عليه وسلم [15]

یعنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے سامنے یہ کیا چیز ہے لیکن سارا معاملہ عقیدت پر ہے۔

اگر اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت نہیں تو پھر معاملہ صاف ہے۔

حکایت ۶

حضرت شمس الدین محمد بن صالح مدنی و خطیب وامام مسجد مدینہ طیبہ نے اپنی تاریخ میں حضرت امجد مصری سے اُنہوں نے فرمایا جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک اذان میں سن کر انگوٹھا اور اُنگلی کو ملایا اور انہیں بوسہ دے کر آنکھوں سے لگایا تو اس کی کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی اور حضرت ابن صالح نے فرمایا کہ میں نے ایسے ہی محمد بن زرندی سے بھی سنا اور پھر اپنے متعلق فرمایا:

ولله الحمد والشكر منذ سمعته منهما استعملته فلم ترمد عيني وأرجو أن عافيتهما تدوم وأني أسلم من العمى إن شاء الله [16]

یعنی اللہ ہی کے لئے حمد وشکر ہے جب سے میں نے یہ عمل دونوں صاحبوں سے سنا اپنے عمل میں رکھا۔ آج تک میری آنکھیں نہ دکھیں اور اُمید کرتا ہوں کہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھا نہ ہوں گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

فائدہ : یہ تھے سلف صالحین کے عقائد اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت۔

حکایت ۷

الشیخ العالم المفسر نور الدین الخراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قدس سرہ الربانی کو کسی نے اذان کے وقت انگوٹھوں کو آنکھوں پر ملتے ہوئے دیکھ کر پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں پہلے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتا تھا لیکن بعد میں چھوڑدیا میری آنکھیں خراب ہوگئیں۔

---

[14] (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة، حرف المیم، ص 384، الحدیث: 1021، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

[15] حواله مذکوره

[16] حواله مذکوره

فرایته صلی اللہ تعالي علیه وسلم مناما فقال لم ترکت مسح عینیک عند الاذان؟ ان اردت ان تبراعیناک فعد الی المسح فاستیقظت ومسحت فبرئت ولم یعاودنی مرضهما الی الان [17]

یعنی تو میں نے حضوراکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا فرمایا تو نے اذان کے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا کیوں چھوڑ دیئے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری آنکھیں درست ہوجائیں تو وہ عمل پھر شروع کردے۔پس میں بیدار ہوااور یہ عمل شروع کردیا تو میری آنکھیں درست

ہوگئیں اور اس کے بعد اب تک وہ مرض نہیں لوٹا۔

فائدہ : بقول دیوبندی ووہابی انگوٹھے چومنابدعت ہے تو بدعتی کو کیوں زیارت ہوئی اور پھر اس کی بیماری جاتی رہی اور آنکھوں کی بیماری کی شفاء کا سبب بھی اماِم وقت انگوٹھے چومنے کو سمجھا رہیں ہیں۔ان حکایات کے علاوہ اور بھی بہت حکایات موجود ہیں صرف ''مشتے نمونہ خسردار''چند ذکر کردی ہیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ جو بھی اس پاک عمل کا پابند ہوجائے تو ان شاء اللہ تعالی اُخروی نجات کے علاوہ دنیا میں آنکھوں کی جملہ امراض سے محفوظ ومامون ہوگا۔تجربہ شرط ہے لیکن نبی پاک ﷺ سے عقیدت و خلوص و محبت ضروری ہے ورنہ عمل بے کار اور اُلٹا قیامت میں ذلیل و خوار ہوگا۔ (وماعلینا الا البلاغ)

﴿باب دوم﴾

شامی میں ہے:

يُسْتَحَبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْأُولَى مِنْ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْك يَا رَسُولَ اللهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قَرَّتْ عَيْنِي بِك يَا رَسُولَ اللهِ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيْ الْإِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُونُ قَائِدًا لَهُ إلَى الْجَنَّةِ [18]

یعنی جان لو کہ بے شک اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر''صَلَّى اللهُ عَلَيْك يَا رَسُولَ اللهِ'' اور دوسری شہادت کے سننے پر''قَرَّتْ عَيْنِي بِك يَا رَسُولَ اللهِ''کہنا مستحب ہے پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن (چوم کر)اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے''اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ''تو حضوراکرم ﷺ ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

---

[17] (کفایة الطالب الربانی علی رسالة ابن ابی زید القیروانی وبالهامش حاشیه العدوی،باب الاذان والاقامة، 482/1،مطبعة المدنی القاهرة)

[18] (ردالمحتارعلی الدرالمختار شرح تنویر الابصار، کتاب الصلاة، باب الاذان،68/2،دارعالم الکتب للطباعة والنشروالتوزیع الریاض)

قُهُسْتَانِيٌّ ، وَنَحْوُهُ فِي الْفَتَاوَى الصُّوفِيَّةِ وَفِي كِتَابِ الْفِرْدَوْسِ "مَنْ قَبَّلَ ظُفْرَيْ إبْهَامِهِ عِنْدَ سَمَاعِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ فِي الْأَذَانِ أَنَا قَائِدُهُ وَمُدْخِلُهُ فِي صُفُوفِ الْجَنَّةِ" وَتَمَامُهُ فِي حَوَاشِي الْبَحْرِ لِلرَّمْلِيِّ[19]

یعنی ایساہی کنزالعباد امام قہستانی میں اوراسی کی مثل فتاویٰ صوفیہ میں ہے اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں ''أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ''سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے(اس کے متعلق حضوراکرم ﷺ کا فرمان ہے) کہ میں اس کا قائد بنوں گا اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا اور اس کی پوری بحث بحرالرائق کے حواشی رملی میں ہے۔

رئیس الفقہاء الحنفیہ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مراقی الفلاح میں یہی عبارت اور دیلمی کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی مرفوع حدیث نقل کرکے فرماتے ہیں: وكذا روى عن الخضر عليه السلام وبمثله يعمل فى الفضائل[20]

یعنیاور اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام سے بھی روایت کیا گیا ہے اور فضائل اعمال میں ان احادیث پر عمل کیا جاتاہے۔

علامہ امام قہستانی شرح الکبیر میں کنزالعباد سے نقل کرکے فرماتے ہیں:

يُسْتَحَبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْأُولَى مِنْ الشَّهَادَةِ : صَلَّى اللَّهُ عَلَيْك يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا : قَرَّتْ عَيْنِي بِك يَا رَسُولَ اللَّهِ ، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيْ الْإِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُونُ قَائِدًا لَهُ إلَى الْجَنَّةِ [21]

یعنی جان لو بلاشبہ اذان کی پہلی شہادت کے وقت سننے پر صلی اللہ تعالیٰ علیک یارسول اللہ اوردوسری شہادت کے وقت''قَرَّتْ عَيْنِي بِك يَا رَسُولَ اللَّهِ''کہنا مستحب ہے۔پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے''اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ'' تو حضوراکرم ﷺ ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں:

وفى قصص الأنبياء وغيرها ان آدم عليه السلام اشتاق الى لقاء محمد صلى الله عليه وسلم حين كان فى الجنة فاوحى الله تعالى اليه هو من صلبك ويظهر فى آخر الزمان فسأل لقاء محمد صلى الله عليه وسلم حين

---

[19] (ردالمحتار على الدرالمختار شرح تنوير الابصار، كتاب الصلاة، باب الاذان، 68/2، دارعالم الكتب للطباعة والنشر والتوزيع الرياض)

[20] (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة، باب الاذان، ص206، دار الكتب العلمية بيروت)

[21] (ردالمحتار على الدرالمختار شرح تنوير الابصار، كتاب الصلاة، باب الاذان، 68/2، دارعالم الكتب للطباعة والنشر والتوزيع الرياض)

كان فى الجنة فأوحى الله تعالى اليه فجعل الله النور المحمدي فى إصبعه المسبحة من يده اليمنى فسبح ذلك النور فلذلك سميت تلك الإصبع مسبحة كما فى الروض الفائق. او اظهر الله تعالى جمال حبيبه فى صفاء ظفرى ابهاميه مثل المرآة فقبل آدم ظفرى ابهاميه ومسح على عينيه فصار أصلا لذريته فلما اخبر جبرائيل النبي صلى الله عليه وسلم بهذه القصة قال عليه السلام

(من سمع اسمى فى الاذان فقبل ظفرى ابهاميه ومسح على عينيه لم يعم ابدا) (22)

یعنی قصص الانبیاء وغیرہ کتب میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ تمہارے صلب (نسل) سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے تو حضرت آدم نے آپ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی اُنگلی میں نورِ محمدی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم چمکایا تواس نور نے اللہ کی تسبیح پڑھی اسی واسطے اس اُنگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔جیساکہ روض الفائق میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمال محمدی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ کے ظاہر فرمایا تو حضرت آدم نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا۔پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی پھر جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا جو شخص اذان میں میرا نام سن کر اور اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

اسی تفسیر روح البیان میں ہے:

ودر محيط آورده كه پيغمبر صلى الله عليه وسلم بمسجد درآمد ونزديك ستون بنشست وصديق رضى الله عنه در بر ابر آن حضرت نشسته بود بلال رضى الله عنه برخاست وباذان اشتغال فرمود چون گفت اشهد ان محمدا رسول الله ابو بكر رضى الله عنه هردو ناخن ابهامين خود را برهردو چشم خود نهاده گفت «قرة عينى بك يا رسول الله» چون بلال رضى الله عنه فارغ شد حضرت رسول صلى الله عليه وسلم فرموده كه يا أبا بكر هر كه بكند چنين كه توكردى خداى بيامرزد كنساهان جديد وقديم اورا اگربعمد بوده باشد اگربخطإ (23)

اُنہوں نے اشهدُان محمدًا رسول اللّٰه کہا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھااور کہا قُرَّةُ عینی بک یارسول اللّٰہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دے چکے حضوراکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا اے ابوبکر جو شخص ایسا کرے جیساکہ تم نے کیا ہے خدا تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔

---

[22] (تفسير روح البيان، سوره, احزاب، 229/7، دارالفكر بيروت)

[23] حواله مذكوره

حضرت شيخ امام ابو طالب محمد بن على المكي رفع الله درجته در قوت القلوب روايت كرده از ابن عيينه رحمه الله كه حضرت پيغمبر عليه الصلاة والسلام بمسجد درآمد در دهه محرم وبعد از آنكه نماز جمعه ادا فرموده بود نزديك أسطوانه قرار گرفت وابو بكر رضى الله عنه بظهر ابهامين چشم خود را مسح كرد و گفت قُرَّةُ عينى بک يارسول اللّٰه و چون بلال رضى الله عنه از أذان فراغتى روى نمود حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم فرمود كه اى أبابكر هر كه بگويد آنچه تو گفتى از روى شوق بلقاى من وبكند آنچه تو كردى خداى دركذارد كناهان ويرا آنچه باشد نو وكهنه خطا وعمد ونهان وآشكارا [24]

یعنی اور حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی المکی اللہ عزّوجلّ ان کے درجات بلند کرے اپنی کتاب "قوت القلوب" میں ابن عینیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضوراکرم ﷺ نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لئے محرم کی دسویں تاریخ کو مسجد میں تشریف لائے اور ایک ستون کے قریب بیٹھ گئے۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان میں حضور ﷺ کا نام سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پر پھیرا اور کہا''قرة عينى بک يارسول اللّٰه''جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سے فارغ ہوگئے حضوراکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر جو شخص تمہاری طرح میرا نام سن کر انگوٹھے آنکھوں پر پھیرے اور جو تم نے کہا وہ کہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے تمام نئے اور پرانے ، ظاہر و باطن سب گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔

امام سخاوی، شمس الدین امام محمد بن صالح مدنی کی تاریخ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے حضرت مجد مصری کو جو کاملین صالحین میں سے تھے فرماتے سنا کہ من صلى على النبي صلى الله عليه وسلم إذا سمع ذكره في الأذان وجمع أصبعيه المسبحة والإبهام وقبلهما ومسح بهما عينيه لم يرمد أبدا [25]

یعنی جو شخص نبی کریم ﷺ کاذکرپاک اذان میں سن کردرود بھیجے اورکلمہ کی انگلیاں اورانگوٹھے ملاکران کوبوسہ دے اورآنکھوں پر پھیرے اس کی کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی۔

یہی امام سخاوی ان ہی امام محمد بن صالح کی تاریخ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا عراق کے بہت سے مشائخ سے مروی ہوا ہے کہ جب انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرے تو یہ درودشریف پڑھے

---

[24] (تفسير روح البيان، سوره احزاب،229/7،دار الفكر بيروت)

[25] (تذكرة الموضوعات،باب الاذان ومسح العينين فيه ونحوه،ص34،طبعه ادارة الطباعة المنيرية بيروت)

(كشف الخفاء ومزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على السنة الناس،207/2، الحديث:2296، مكتبة القدسى القاهرة)

(المقاصد الحسنة فى بيان كثير من الاحاديث المشتهرة على الالسنة،حرف الميم، ص384،دار الكتب العلمية بيروت)

صلى الله عليك يا سيدي يا رسول الله يا حبيب قلبي ويا نور بصري ويا قرة عيني [26]

یعنی کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی اور یہ مجرب ہے۔اس کے بعد امام مذکور فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ سنا ہے یہ مبارک عمل کرتاہوں آج تک میری آنکھیں نہ دکھی ہیں اور نہ ان شاء اللہ دکھیں گی۔

شافعی مذہب کی مشہور کتاب اعانۃ الطالبین علی احل الفاظ "کفایت الطالب الربانی علی رسالۃ ابن ابی زید القیروانی" میں ہے کہ جب اذان میں حضوراکرم ﷺ کا نام پاک سنے تو درود پاک پڑھے ثم يقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعم ولم يرمد أبدا [27]

یعنی پھر انگوٹھے چومے اور آنکھوں پر رکھے تو نہ کبھی اندھا اور نہ کبھی آنکھیں دکھیں گی۔

علامہ امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیلمی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

لما سمع قول المؤذن أشهد أن محمد رسول الله قال هذا وقبل باطن الأنملتين السبابتين ومسح عينيه. فقال صلى الله عليه وسلم: من فعل مثل ما فعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي [28]

یعنی جب مؤذن کو اشهدان محمد رسول اللّٰه کہتے ہوئے سنا تو یہی کہااوراپنی انگشتانِ شہادت کے پورے جانبِ زیریں (اندرونی حصہ) سے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو حضوراکرم ﷺ نے فرمایا جو میرے اس پیارے دوست کی طرح کرے گا میری شفاعت اس کے لئے حلال ہوگئی۔

(۱۱) یہی امام سخاوی حضرت ابوالعباس احمد بن ابی بکر ردادالیمانی کی کتاب "موجباتُ الرحمة وعزائمُ المغفرة" سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت خضرعلیہ السلام نے فرمایا

من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمداً رسول الله: مرحباً بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم ثم يقبل ابهاميه ويجعلهما على عينيه لم يرمد أبداً [29]

یعنی جو شخص موذن سے اشهدان محمد رسول اللّٰه سن کر کہے مرحبا بحبيبى وقرة عينى محمد بن عبد الله ﷺ

---

[26] (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة ، حرف المیم ،الحدیث 1021، ص 384، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

[27] (کفایة الطالب الربانی علی رسالة ابن ابی زید القیروانی وبالهامش حاشیه العدوی، باب الاذان والاقامة، 483/1، مطبعة المدنی القاهرة)

[28] (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة ، حرف المیم ،الحدیث 1021، ص 384، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

(الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الکبری، رقم الحدیث ۴۳۵، حرف المیم ، الصفحة ۳۰۶، المکتب الاسلامی بیروت)

[29] (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة ، حرف المیم ، الحدیث 1021، ص 384، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

(کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتهر من الاحادیث علی السنة الناس، 206/2، الحدیث: 2296، مکتبة القدسی القاهرة)

یعنی اے میرے حبیب! مرحبا آپ کا اسم گرامی محمد بن عبداللہ(ﷺ) ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک "پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ کبھی اندھا نہ ہوگااور نہ اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

یہی امام سخاوی فقیہ محمد بن سعید خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمداً رسول الله مرحباً بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم ويقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعم ولم يرمد [30]

یعنی جو شخص موذن سے اشهدان محمد رسول الله سن کر کہے مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبدالله ﷺ پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ کبھی اندھا نہ ہوگااور نہ کبھی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

یہی امام سخاوی امام طاؤس سے نقل فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے شمس الدین محمد بن ابی نصر بخاری خواجہ حدیث سے یہ حدیث مبارک سنی فرمایا:

من قبل عند سماعه من المؤذن كلمة الشهادة ظفري ابهاميه ومسهما على عينيه وقال عند المس اللهم احفظ حدقتي ونورهما ببركة حدقتي محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ونورهما لم يعم [31]

یعنی ہر شخص موذن سے کلمہ شہادت سن کرانگوٹھوں کے ناخن چومے اورآنکھوں پر پھیرے اوریہ پڑھے"اللهم احفظ حدقتي ونورهما"یعنی اے اللہ ! میری آنکھوں کی حفاظت فرمااور انہیں منوّر فرما۔(نبی کریم ﷺ کی مبارک آنکھوں اور ان کے نور کی برکت سے)وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

شیخ المشائخ،رئیس المحققین،سید العلماء الحنفیہ بمکۃ المکرمہ مولاناجمال الدین عبداللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں

---

[30] (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة ، حرف المیم ، الحدیث 1021 ، ص 384 ، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

[31] (المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة ، حرف المیم ، الحدیث 1021 ، ص 385 ، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

(کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتهر من الاحادیث علی السنة الناس ، 207/2 ، الحدیث: 2296 ، مکتبة القدسی القاهرة)

سئلت عن تقبیل الابھامین ووضعھما علی العینین عند ذکر اسمه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم فی الاذان، ھل ھو جائز ام لا ،اجبت بمانصه نعم تقبیل الابھامین ووضعھما علی العینین عند ذکر اسمه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم فی الاذان جائز ،بل ھو مستحب صرح به مشایخنا فی غیر ما کتاب [32]

یعنی مجھ سے سوال ہوا کہ اذان میں حضوراکرم ﷺ کے اسم مبارک کے ذکر کے وقت انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟میں نے ان لفظوں سے جواب دیا کہ ہاں اذان میں حضوراکرم ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا جائز بلکہ مستحب ہے۔ہمارے مشائخ مذہب نے اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔

﴿مولانا عبدالحئی لکھنوی کا فتوی﴾

سوال: ناخنہائے ہردودست برچشم نہادن ہنگام شنیدن نام آں سرورِکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درآذان چہ حکم دارد۔

یعنی اذان میں سرورِ کائنات ﷺ کے نام مبارک کے سنتے وقت دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کو (چوم کر) آنکھوں پر رکھنا کیا حکم رکھتاہے؟

جواب: بعض فقہامستحب نوشتہ اند، وحدیثے ہم دریں باب نقل میسازند مگر صحیح نیست، ددرامر مستحب فاعل وتارک ہر دو قابل ملامت وتشنیع نیستند درجامع الرموز می آرد

''اعلم انه یستحب ان یقال عند سماع الاول من الشھادة صلی اللّٰه علیک یارسول اللّٰه وعند سماع الثانیة قرة عینی بک یارسول اللّٰه ثم یقال اللھم متعنی بالسمع والبصر وبعدہ وضع ظفر الیدین علی العینین فانه صلی اللّٰه علیه وسلم یکون قائد اله الی الجنة'' [33]

یعنی بعض فقہاء نے اس کو مستحب لکھا ہے اور اس کے بارے میں حدیثیں بھی نقل کی ہیں مگر وہ صحیح نہیں ہیں اور مستحب کام کرنے اور نہ کرنے والا دونوں قابلِ ملامت اور طعن و تشنیع نہیں ہیں اور جامع الرموز میں ہے کہ بلاشبہ اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری کے سننے پر قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر کہے اے اللہ میری سمع وبصر کو نفع پہنچا اور پھر دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کو (چوم کر) اپنی آنکھوں پر رکھے تو ایسا کرنے والے کو حضوراکرم ﷺ اپنے زیر سایہ جنت میں لے جائیں گے۔

---

[32] (فتاویٰ جمال بن عبداللہ عمر مکی بحوالہ فتاویٰ رضویہ، باب الاذان والاقامۃ، 5/436، رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

[33] (مجموعہ فتاوی، باب مایتعلق بالاذان، 3/47، لکھنؤ مطبع یوسفی ۱۳۴۵ھ)

جلالین شریف ،حاشیہ ۱۳مطبوعہ اصح المطابع کراچی، صفحہ ۱۵۸ زیرِ آیت صلوٰۃ بہت عبارات نقل کیں۔ مجملہ قوت القلوب از شیخ امام ابوطالب محمد بن علی المکی رفع اللہ درجتہ کی عبارت بھی ہے فرمایا:

روایت کردہ از ابن عیینہ رحمہ اللہ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام بمسجد درآمد دردھہ محرم وبعداز آنکہ نماز جمعہ ادا فرمود بود نزدیک اسطوانہ قرارکرفت و ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بظھر ابھامین چشم خود را مسح کرد وگفت قرۃ عینی بک یارسول اللہ وچون بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ از اذان فراغتی روی نمود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ای ابابکر ھرکہ بگوید آنچہ توگفتی ازروی شوق بلقای من وبکند آنچہ توکردی خدای درکذاردکناھان ویراانچہ باشد نووکھنہ خطاوعمد ونھان واشکاراومن درخواستکیم جرایم ویرا ودرمضمرات برین وجہ نقل کردہ [34]

یعنی روایت کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔جب بلا ل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو حضوراکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر جو شخص اس طرح کرے جیسا کہ تونے کیا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے تمام نئے اور پرانے خطااور عمداً پوشیدہ اور ظاہر سب گناہوں کو بخش دے گا۔(مضمرات میں اسی طریقہ سے نقل کیاہے۔)

اس کے بعد محشی جلالین حدیث تقبیل ابہامین پر جرح قدح کرکے اپنافیصلہ سناتے ہیں:

فکون الحدیث المذکور غیر مرفوع لا یستلزم ترك العمل بمضمونہ وقد أصاب القھستاني فی القول باستحبابہ [35]

یعنی حدیث تقبیل ابہامین اگرچہ مرفوع نہ ہو تب بھی اس کے مضمون سے ترک استحباب لازم نہیں آتااس مسئلہ میں امام قہستانی مصیب(درست) ہیں کہ اُنہوں نے تقبیل ابہامین کو مستحب قراردیا۔

اس کے بعد محشی جلالین"قوت القلوب"کے مصنف عالی شان کا درجہ علمی ایک بہت بڑے شیخ المشائخ کی سند سے پختہ کرتے ہیں کہ

وکفانا کلام الامام المکي فی کتابہ فانہ قد شھد الشیخ السھروردي فی عوارف المعارف بوفور علمہ وکثرۃ حفظہ وقوۃ حالہ وقبل جمیع ما أوردہ فی کتابہ قوت القلوب وللہ در ارباب الحال فی بیان الحق [36]

---

[34] (تفسیر روح البیان، سورہ,احزاب،229/7،دارالفکر بیروت)

[35] حوالہ مذکورہ

[36] حوالہ مذکورہ

یعنی اس تقبیل ابہامین کے مسئلہ میں ہمیں امام کا قول"قوت القلوب"میں درج کردہ کافی ہے۔اس لئے امام مکی وہ بزرگ ہیں جن کی قوت علمی و عملی اور حفظ و فرت کا اقرار شیخ المشائخ امام شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ عوارف المعارف میں فرماچکے ہیں بلکہ فرمایا کہ جو کچھ امام مکی نے قوت القلوب میں درج فرمایا ہے سب حق ہے۔

پھر محشی جلالین مذکور کہتاہے: ولقد فصلنا الکلام واطبناہ لان بعض الناس ینازع فیه لقلة علمه

یعنی اس مسئلہ میں کلام طویل کردیا اس کی صرف وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ کم علمی کی وجہ سے اس مسئلہ میں جھگڑا کرتے ہیں۔

جلالین کی طباعت واشاعت اصح المطابع کے مالک نور محمد نے نہایت اعلیٰ اہتمام و انتظام سے کی اس کے حواشی خود لکھے یا کسی سے لکھوائے۔وہ خود دیوبندی تھا چنانچہ اپنے آپ کو اشرف علی تھانوی کا خلیفہ مجاز بتاتاہے بہرحال جو کچھ بھی ہے منکرین مسئلہ کی خوب تردید فرمائی۔

علامہ محدث طاہر فتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ"تکملہ بحارالانوار"میں حدیث کو صرف لایَصِحُّ لکھ کر لکھتے ہیں:

وروی تجربة عن کثیرین [37]

یعنی اس کے تجربہ کی روایات بکثرت آئی ہیں۔

مرقات شرح مشکوۃ میں ملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خوب وضاحت فرمائی اور پھر موضوعاتِ کبیر میں تو مسئلہ کو بالکل صاف کردیا ہے اس کی بحث آئے گی۔

﴿نتیجه﴾

انگوٹھے چومنے کا مسئلہ جس طرح احادیث سے ثابت ہے اس طرح فقہائے کرام کی عبارات سے بھی ثابت ہے خواہ وہ فقہاء حنفی ہوں یا شافعی یا مالکی چنانچہ مذکورہ عبارات میں ہر سہ مذاہب کے علماء تھے اور جن کتب میں یہ مسئلہ موجود ہے ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

(۱)قوت القلوب از امام ابوطالب مکی(۲)روح البیان(۳)حاشیہ جلالین(۴)رد المختار شا می (۵)انجیل برناس (۶)فتاویٰ جواہر(۷)فتاویٰ سراج المنیر(۸)فتاویٰ صوفیہ(۹)فتاویٰ مفتاح الجنان (۱۰)نعم الانتباہ(۱۱)صلوٰۃ مسعودی(۱۲)مثنوی مولانا روم(۱۳)جامع الرموز(۱۴)شرح نقایہ (۱۵)کنزالعباد(۱۶)موضوعات کبیر ملاعلی قاری (۱۷)المقاصد الحسنۃ(۱۸)دیلمی فی الفردوس (۱۹)موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرت(۲۰)تاریخ محمد بن صالح المدنی (۲۱)فتاویٰ جمال مکی (۲۲)تکملہ مجمع بحارالانوار ملا طاہر

---

[37] (خاتمه مجمع بحار الانوار ،فصل فی تعیینی بعض الاجابت المشتهرة الخ ،511/3،نو لکشور لکهنؤ)

محدث فتنی(۲۳)قہستانی حواشی رملی علیٰ بحر الرائق (۲۴) المضمرات(۲۵)اعانۃ الطالبین فقہ شافعی (۲۶)شرح کفایۃ الطالب الربانی (مالکی فقہ)(۲۷)طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح علیٰ نور الایضاح (۲۸)تذکرۃ الموضاعات سید تکلان (۲۹)فتاویٰ عبدالحیٔ (۳۰)محیط (۳۱)خزانۃ الروایات (۳۲)مقدمۃ الصلوٰۃ (۳۳)تہذیب الصلوٰۃ (۳۴)جواہر محمدیہ (۳۵)خطب مولانا عبدالقدوس (۳۶)بستان المحدثین (۳۷)موضوعات کبیر (۳۸)مرقات شرح مشکوٰۃ وغیرہ وغیرہ۔

ان کے علاوہ بہت سی کتابوں کے حوالہ سیدی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمائے ہیں۔

ان میں بعض وہ کتابیں ہیں جن سے مجھے براہ راست مطالعہ کا شرف حاصل ہوااوراکثر وہ ہیں جواعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدددین وملت سیدی احمد رضا قدس سرہ کی کتاب "منیرالعین فی حکم تقبیل الابھامین" اور "نہج السلامۃ فی تقبیل الابھامین" سے استفاضہ واستفادہ کیا۔ان میں بعض کتابیں نہایت زمانہ قدیم کی ہیں جن پر وہابیہ دیوبندیہ کو پورا ایمان ہے۔

﴿چیلنج﴾

ہم نے بہت بڑی کتب سے احادیث وفقہ کی عبارات کا حوالہ دے کر مسئلہ کے حل کا ثبوت دیا ہے۔اگر وہابیہ دیوبندیہ کو جرأت ہے تو اس کی نفی میں احادیث اور متقدمین فقہاء کی کتب سے صرف ایک حوالہ پیش کریں تو فی حوالہ ایک صد روپیہ نقد وصول کریں ورنہ ہمارے پیش کردہ حوالہ جات کے ایک ایک حوالے کا جرمانہ ادا کریں۔

﴿اعتراضات وجوابات﴾

فتاویٰ امدادیہ میں مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ "اول تو اذان ہی میں انگوٹھے چومنا کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں اور جو کچھ بعض لوگوں نے اس بارے میں روایت کیا ہے وہ محققین کے نزدیک ثابت نہیں چنانچہ شامی بعد نقل عبارت کے لکھتے ہیں:

وَذَكَرَ ذَلِكَ الْجِرَاحِيُّ وَأَطَالَ . ثُمَّ قَالَ وَلَمْ يَصِحَّ فِي الْمَرْفُوعِ مِنْ كُلِّ هَذَا شَيْءٌ [38]

یعنی جراحی نے اس بحث کا طویل ذکر کیاہے پھر کہا ان میں سے کوئی حدیث مرفوع درجہ صحت کو نہیں پہنچی۔

اس کے آگے چل کر ایک اپنی طرف سے منہیہ درج کرتاہے:

---

[38] (ردالمختار علی الدرالمختار شرح تنویر الابصار ،کتاب الصلاۃ،باب الاذان،68/2،دارعالم الکتب الریاض)
(امداد الفتاویٰ ،کتاب البدعات، سوال242، 267/5،مکتبہ دارالعلوم کراچی۱۴)

قلت واما الموقوف فانه وان كان منقولاً لكن مع ضعف اسناد ليس فيه كون هذا العمل طاعة بل هو رقية للحفظ عن رمد والعوام يفعلونه باعتقاد كونه طاعة [39]

یعنی رہی موقوف حدیث تو وہ اس سلسلہ میں اگرچہ منقول ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہونے کے ساتھ اس میں یہ نہیں ہے کہ یہ عمل عبادت وطاعت ہے بلکہ یہ صرف آنکھوں کے دکھنے کا علاج ہے اور عوام اسے عبادت سمجھتے ہوئے بجالاتے ہیں۔

خلاصہ سوال یہ ہے کہ انگوٹھے کی روایت کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں اگر کہیں ثبوت ملتاہے تواسے محققین نہیں مانتے ہیں ۔اگر حدیث موقوف کہیں ملتی ہے تو وہ ضعیف ہے اور باقی رہا فقہاء کا عمل وہ بھی طاعت سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ آنکھ کی بیماری کی حفاظت کا منتر سمجھ کر عمل کرتے ہیں اور عوام کا کیا کہنا وہ اگر طاعت کریں توان کا کوئی اعتبار نہیں۔

الجواب: چوری کے وقت تین حیثیتیں ملحوظ ہوتی ہیں۔(۱)کس کی چوری کی گئی (۲)کتنی چوری ہوئی (۳)چور کیساہے۔پھر آگے اگر ہرسہ بالاحیثیتیں ہوں تو تفتیش کے لئے کسی بڑے مردِ میدان کی ضرورت ہوتی ہے یہاں بھی ایسے ہے۔

(۱)شانِ رسالت کے وقار کی چوری ہوئی (۲)چوری کا اندازہ میدانِ حشر میں ہوگا(۳)مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندیوں کا مجدد۔یہ ایک سنگین مقدمہ ہے اس کی تفتیش ہم سے نہیں ہوسکے گی۔ہم نے شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے نام نامی اسم گرامی کو چنا یعنی ذیل کی تحقیق میں کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا رفع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لئے کافی ہے کیونکہ حضوراکرمﷺ کا فرمان ہے کہ میں تم پر لازم کرتاہوں اپنی سنت اور خلفائے راشدین کی سنت۔

معلوم ہوا کہ حدیث موقوف صحیح ہے کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس کا رفع(پہنچنا) ثابت ہے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت حضوراکرمﷺ کی سنت ہے۔چنانچہ مخالفین کے سردار مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

”جس کے جواز کی دلیل قرونِ ثلاثہ(صحابہ،تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ) میں ہو خواہ وہ جزئیہ بوجوہ خارجی ان قرون میں ہوا یانہ ہوا اور خواہ

[39] (فتاویٰ رضویہ،باب الاذان والاقامۃ،5/630،رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ،اندرون لوہاری دروازہ،لاہور)

اس کی جنس کا وجود خارج میں ہوا یا نہ ہوا ہو وہ سب سنت ہے"۔

(براہین قاطعہ، صفحہ ۴۸)[40]

دیوبندیوں کے اس قاعدہ سے ثابت ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک اذان میں نامِ اقدس سن کر انگوٹھے چومنا سنت ہے کیونکہ ملا علی قاری کی عبارت سے قرونِ ثلاثہ میں اس کی اصل متحقق(ثابت) ہوگئی پھر اس کو بدعت وغیرہ کہنا نہیں تو اور کیا ہے۔

نکتہ: شرع مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ خصوص کی نفی سے عموم کی نفی نہیں ہوا کرتی (اس قاعدہ کی وضاحت فقیر اُویسی غفرلہٗ نے اصول قرآن المعروف احسن البیان میں کی ہے)مثلاً ہم کہہ دیں کہ فلاں مولوی صاحب قطب نہیں تو اس کا معنی جاہل سے جاہل بھی یہ نہ سمجھے گا کہ مولوی صاحب کافر ہیں۔صرف یہ سمجھے گا کہ چونکہ قطبیت بلند درجہ ہے اس لئے مولوی صاحب قطب نہیں تو صالح مومن ضرور ہوں گے اسی طرح **لایصح** کا مطلب ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح کے اعلیٰ مرتبہ کو نہیں پہنچی تو موضوع(ادنیٰ درجہ) تو ہرگز نہیں کہ جس پر عمل کرنا گناہ ہو بلکہ صحیح حدیث نہیں یعنی جس سے مسئلہ کی قطعیت ثابت نہیں ہوسکے۔

سوال: اگر یہ احادیث بے غبار تھیں تو پھر متقدمین **لایصح** کیوں کہتے آئے؟

جواب: فقہ کا دارومدار قرآن واحادیث پر ہے اور فقہاءکرام نے اپنے مسائل ان احادیث سے مستنبط کئے جو درجہ صحت کو پہنچی ہے چنانچہ اس پر ہم آگے چل کر گفتگو کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اگر اس درجہ سے گھٹ گئیں تو جتنا درجہ کم ہوتا گیا اتنا ہی مسئلہ کی اہمیت گھٹتی گئی یہاں تک کہ ضعاف(ضعیف احادیث) سے مستحبات ثابت کئے۔تقبیل ابہامین چونکہ بظاہر اہمیت رکھتا تھا کہ ایک طرف تو اسے نبی اکرم ﷺ کی شان سے تعلق تھا دوسری طرف اس کا علاج سے بھی واسطہ اور وہ بھی آنکھوں سے تو خصوصی طور پر ان احادیث کی چھان بین کی تو ان کے سامنے ان احادیث کو صحاح کا درجہ نہ مل سکا تو اُنہوں نے کہہ دیا کہ مسئلہ کی اگرچہ اہمیت بالاتر ہے لیکن یہ احادیث اس درجہ تک نہیں پہنچیں کہ انہیں صحیح کہا جاسکے۔فلہذا اس مسئلہ کو مستحبات میں رکھا جائے چنانچہ تمام فقہاء احناف وشوافع وغیرہم اس کے استحباب کے قائل ہیں۔خلاصہ کلام یہ کہ "احادیث تقبیل ابہامین"میں"**لایصح**" ہے محدثین کی اصطلاح کے مطابق یہ احادیث صحیح نہیں ہیں تو موضوع بھی نہیں۔جب موضوع نہیں تو مسئلہ کے استحباب کے لئے ان سے استدلال جائز ہے۔

سوال: احادیث میں بعض راوی مجہول ہیں۔

---

[40] (براہین قاطعہ، قرون ثلاثہ میں موجود ہونے نہ ہونے کے معنی، ص 29-28، مطبوعہ مطبع لے بلاساواقع ڈھور) بحوالہ (فتاوی رضویہ، کتاب الصلوۃ، جلد پنجم، رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور)

جواب: کسی راوی کے مجہول ہونے سے حدیث موضوع و بے کار نہیں ہوجاتی صرف اتنا ہوتاہے کہ وہ حدیث ضعیف ہوجاتی ہے اور ضعیف فضائل اعمال میں مقبول ہے کماسیجئی (جیسا کہ عنقریب آئے گا)۔ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری رسالہ فضائلِ شعبان میں فرماتے ہیں کہ

جھالة بعض الرواة لاتقتضی کون الحدیث موضوعا وکذاانکارة الالفاظ فینبغی ان یحکم علیه بانه ضعیف ثم یعمل بالضعیف فی فضائل الاعمال [41]

بعض راویوں کا مجہول ہونااس بات کا تقاضانہیں کرتا کہ حدیث موضوع ہو ہاں ضعیف کہو پھر فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل کیا جاتاہے۔

نہ صرف ایک راوی کی جہالت سے بلکہ متعدد مجہولوں کا ہونا بھی حدیث میں صرف ضُعف کا مورث ہے۔

کذا قال العلامة الزرقانی فی شرح المواھب اللدنیة فی حدیث احیاء الابوین الکریمین [42]

اس کے علاوہ شاہ احمد رضابریلوی قدس سرہ نے اسی مقام پر اصولِ حدیث کے مطابق طویل بحث فرمائی ان کے رسالہ منیرالعین کی ممنون احسان و مرہون منت ہے اور کچھ راقم کے اپنے اضافے بھی مگر معمولی۔

متقدمین سلف صالحین کسی ایک مسئلہ کو بھی تشنہ تکمیل نہیں چھوڑ گئے۔مجملہ مسئلہ ہذا سے کہ جہاں بھی تنقید و تنقیح ہوئی صرف لایصح وغیرہ استعمال فرمایا اور محدثین کا کہیں بھی ایسے لکھ دینے سے یہ مطلب سمجھنا کہ یہ حدیث بالکل بیکارہے جہالت کا ثبوت دینا ہے مثلاً حدیث شریف میں ہے: قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا [43]

یعنی نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوکر جوتا پہننے سے روکتے تھے۔

اس کو ترمذی نے ابوہریرہ و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا اور کہا: وَكِلاَ الْحَدِيثَيْنِ لاَ يَصِحُّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ [44]

یعنی دونوں حدیثیں محدثین کے نزدیک صحیح نہیں۔

---

[41] (التبیان فی بیان ما فی لیلة النصف من شعبان و لیلة القدر من رمضان(قلمی)، ص14-15)
(رسالہ فضائل نصف شعبان، ص22، مترجم عباس رضوی لاہور، مرکز تحقیقات اسلامیہ ۲۰۰۲) بحوالہ (فتاوی رضویہ، کتاب الصلوۃ، باب الاذان والاقامۃ، 5/446، رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

[42] (شرح زرقانی علی المواھب، باب وفات انه وما یتعلق بابویه صلی اللہ علیه وسلم، 196/1، مطبوعه مطبعة عامرہ مصر)

[43] (سنن الترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء في کراھیة ان ینتعل الرجل وھو قائم، ص536، الحدیث: 1783، دار الفکر بیروت)

[44] حوالہ مذکورہ

یہاں بھی ''لَایَصِحُّ'' آیا ہے۔اب دیوبندیوں کو چاہیے کہ جسے جوتا پہننے میں دقت ہوتی ہے اسے کھڑے ہو کر پہنیں کیونکہ اس میں لفظ ''لَایَصِحُّ'' آیا ہے۔ نتیجہ نکلا کہ ''لَایَصِحُّ'' میں اشارہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث درجہ صحیح (جوان کی ایک بلندپایہ حدیث ہے) کے پایہ تک نہیں پہنچی۔چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی شرح مستقیم میں فرماتے ہیں:

حکم بعدم صحت کردن بحسب اصطلاح محدثین غرابت ندارد چه صحت درحدیث چنانچه درمقدمه معلوم شددرجه اعلیٰ ست دائره آں تنگ ترجمیع احادیث که درکتب مذکورست، حتی دریں شش کتاب که آنرا صحاح سته گویند ہم به اصطلاح ایشاں صحیح نیست،بلکه تسمیه آنہا صحاح باعتبارتغلیب ست [45]

یعنی اصطلاحِ محدثین میں عدمِ صحت کا ذکر غرابت کا حکم نہیں رکھتا کیونکہ حدیث کا صحیح ہونا اس کا اعلیٰ ترین درجہ ہے جیسا کہ مقدمہ میں معلوم ہوچکا ہے اور اس کا دائرہ نہایت ہی تنگ ہے تمام احادیث جو کتابوں میں مذکور ہیں حتی کہ ان چھ کتب میں بھی جن کو صحاح ستّہ کہا جاتا ہے۔محدثین کی اصطلاح کے مطابق صحیح نہیں ہیں بلکہ ان کو تغلیباً صحیح کہا جاتاہے۔

جب حدیث صحیح نہ ہو یعنی ''لَایَصِحُّ'' کہا جاوے تو اس میں یہ ضرور ثابت ہو گا کہ نیچے والے درجات میں سے کوئی درجہ ضرور ہے مثلاً نحو میں مفاعیل پانچ ہیں اور کرہت کراهتی جیسی مثال میں کہہ دیں کہ **کراهتی لیس بمفعول مطلق** اب اس کا مطلب صاف ہے کہ اگر یہ مفعول مطلق نہیں تو باقی چار درجات میں اگر وہ لایصح صحیح نہیں تو صحیح لغیرہ ہوگی یا حسن لذاتہٖ ہوگی یا حسن لغیرہٖ ہوگی یہاں تک کہ کہہ دیں کہ ضعیف ہوگی یا موضوع۔احادیث میں اعلیٰ درجہ صحیح کا اور سب سے گھٹیا درجہ موضوع کا۔ہمارا دعویٰ ہے کہ تقبیل ابہامین کی حدیثیں موضوع ہرگز ہرگز نہیں۔اگر ہیں تو ضعیف ہوں گی چنانچہ اس تقریر کی تائید میں ملاعلی قاری کی درج ذیل عبارت ہے:

وقول من يقول في حديث أنه لم يصح إن سلم لم يقدح لأن الحجة لا تتوقف على الصحة بل الحسن كاف [46]

یعنی حدیث کی نسبت کسی کہنے والے کا یہ کہنا کہ وہ صحیح نہیں اگر مان لیاجائے تو کچھ حرج نہیں ڈالتا کیونکہ حُجَّت کچھ صحیح ہونے پر موقوف نہیں بلکہ حدیث حسن کافی ہے۔

اس کے متعلق صرف اتنا عرض کردینا کافی ہے کہ محدثین کرام کا کسی حدیث کے متعلق فرمانا کہ صحیح نہیں اس کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ غلط و باطل ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ صحت کے اس درجہ کو نہیں پہنچی جسے محدثین اپنی

---

[45] (شرح صراط المستقیم لعبد الحق المحدث الدهلوی، ص502 ، مکتبه نوریه رضویه سکهر) بحواله(فتاوی رضویہ،کتاب الصلوٰۃ،باب الاذان والاقامۃ،5/446،رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ اندرونِ لوہاری دروازہ،لاہور)

[46] (مرقاة المفاتیح شرح مشكاة المصابیح ،كتاب الصلاة، باب مالایجوز من العمل فی الصلاة وما یباح منه ، الفصل الثانی ،3/77، دار الکتب العلمیة بیروت)

اصطلاح میں درجہ صحت کہتے ہیں۔ یاد رکھئے ! اصطلاح محدثین میں حدیث کا سب سے اعلیٰ درجہ صحیح اور سب سے بدتر موضوع ہے اور وسط میں بہت سے اقسام ہیں جو درجہ بدرجہ مرتب ہیں صحیح کے بعد حسن کا درجہ ہے لہٰذا نفی صحت حسن کو مستلزم نہیں بلکہ اگر ضعیف بھی ہوتو فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالاجماع مقبول ہے اور ان احادیث کے متعلق محدثین کا لایصح فی المرفوع یعنی یہ تمام احادیث حضوراکرم ﷺ تک مرفوع ہوکر صحیح ثابت نہ ہوئیں فرمانا ثابت کرتاہے کہ یہ احادیث موقوف صحیح ہیں۔چنانچہ علامہ امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،

وإذا ثبت رفعه إلى الصديق فيكفي العمل به لقوله عليه الصلاة والسلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين [47]

یعنی جب اس کا مرفوع ہونا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لئے اتنا ہی کافی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔

فائدہ : اَہلِ علم کے عمل کرلینے سے بھی حدیث صحیح ہونے کا درجہ پاتی ہے اگرچہ سنداً وہ حدیث ضعیف ہو۔

وقد صرح غير واحد بأن من دليل صحة الحديث قول اهل العلم به وان لم يكن له اسناد يعتمد على مثله [48]

یعنی علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل علم کی موافقت بھی صحت حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اس کے لئے کوئی سند قابل اعتماد نہ ہو۔

فائدہ : یہ ارشاد احادیث احکام کے بارے میں ہے جہاں صحت حدیث کی سخت ضرورت ہے كما مرَّ آنفاً (جیساکہ گذرچکا) پھر احادیث فضائل ہی ہیں۔

احادیث تقبیل ابہامین کے عاملین اگرشمار کئے جائیں تو تقریباً ہر صدی میں بے شمار ایسے اقطاب واغواث بھی ملیں گے جن کے صدقے کارخانہ عالم کو بقاہے۔

فائدہ : کسی نیک فعل کو ثواب کی نیت سے کیا جائے تو اس میں اجر وثواب ہے اگرچہ وہ فعل درجہ صحت تک نہ پہنچاہو۔

من بلغه عن الله شيء فيه فضيلة فعمل به إيماناً به ورجاء ثوابه أعطاه الله ذلك وإن لم يكن كذلك [49]

---

[47] (كشف الخفاء ومزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على السنة الناس،2/206، الحديث:2296 ،مكتبة القدسي القاهرة)
(الاسرار المرفوعة فى الاخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى،حرف الميم ، ص306، الحديث:435، المكتب الاسلامى بيروت)

[48] (تعقبات السيوطى على موضوعات ابن الجوزى او النكت البديعات على الموضوعات ،باب الصلاة،ص90 ،دار مكة المكرمة للنشر والتوزيع)

[49] (المقاصد الحسنة فى بيان كثير من الاحاديث المشتهرة على الالسنة،حرف اللام ، ص341،دار الكتب العلمية بيروت)

یعنی جسے اللہ تعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے وہ اپنے یقین اور ثواب کی اُمید سے اس بات پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ

فضیلت عطا فرمائے گا اگرچہ وہ خبر ٹھیک نہ ہو۔

كذاقال الحسن فی جزء حديث و ابو الشيخ فی مكارم الاخلاق والكامل الحجدری وعبدالله ابن محمد البغوی وابن حبان وابن عمر بن عبدالبر فی كتاب العلم وابو احمد ابن عدی الكامل وغيرهم

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا جَاءَكُمْ عَنِّي مِنْ خَيْرٍ قُلْتُهُ أَوْ لَمْ أَقُلْهُ فَأَنَا أَقُولُه وَمَا أَتَاكُمْ عنی مِنْ شَرٍّ فانا لاَ أَقُولُ الشَّرَّ [50]

تمہیں جس بھلائی کی مجھ سے خبر پہنچے خواہ میں نے فرمائی ہو یا نہیں میں اسے فرماتاہوں اور جس بُری بات کی خبر پہنچے تو میں بری بات نہیں فرماتا۔

حکایت

حمزہ بن عبدالمجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضوراکرم ﷺ کو خواب میں حطیم کعبہ معظمہ میں دیکھا عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہمیں حضورسے حدیث پہنچی ہے کہ حضوراکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص کوئی حدیث ایسی سنے جس میں کسی ثواب کا ذکر ہو وہ اس حدیث پر بااُمید ثواب عمل کرے اللہ عزوجل اُسے وہ ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ حدیث باطل ہو۔ حضوراکرم ﷺ نے فرمایا ہاں قسم اس شہر کے رب کی بیشک یہ حدیث مجھ سے ہے اور میں نے فرمائی ہے۔(فوائد للخلعی)(منیر العین) [51]

واقعی صحیح ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ [52]

ترجمہ بے شک اللہ تعالیٰ محسنین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اور فرماتاہے: اِنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی۔ [53]

(كنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال، الكتاب الخامس من حرف الميم الخ، الفصل الاول، الترغيب الاحادی من الاكمال، 791/15، الحديث: 43132، موسسة الرسالة بيروت)

[50] (مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابی هريرة رضی الله عنه، 416/4، الحديث: 9036، دارالكتب العلمية بيروت)

[51] (فتاوی رضویہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان والاقامۃ، 5/488، رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور)

[52] (پارہ 11، سورۃالتوبہ: 120)

[53] (پارہ 4، سورہ اٰلِ عمران: 195)

تم میں کام والے کی محنت ضائع نہیں کرتا مرد ہو یا عورت۔

انگوٹھے چومنے کا عمل! کون وہ شخص ہے جو ثواب کی خاطر نہیں کرتا۔ ہمارے سنی حضرات ثواب سمجھ کر کرتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ حدیث مقدس کے صدقے انہیں ثواب بھی ملے گا اور حسب وعدہ شریفہ شفاعت بھی نصیب ہو گی اور دنیا میں آنکھوں کی حفاظت وصحت وعافیت بھی ہے ہم صرف اپنے مقصد کو لے کر آگے چلتے ہیں۔

﴿عجوبہ﴾

اولاً ہم لوگ تقبیل ابہامین کو منتر سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ ثواب کی خاطر کرتے ہیں۔اگر بقول تھانوی منتر ہی سہی تو بتایئے تم نے بھی کبھی اپنے مجدّد کے قول سے اس منتر پر عمل کیا تمہیں تو آنکھ کا درد ہو گا تو آپ ڈاکٹر کے پاس بھاگو گے اور ہم بفضلہ تعالیٰ احادیث پر عمل کرکے نبی ﷺ کے نام اقدس کی برکت سے اپنی آنکھوں کا علاج کرتے ہیں بلکہ بطورِ خیر خواہی دوسروں کو بھی مشورہ دیتے ہیں کہ اگر آنکھوں کو تندرست رکھنا مقصود ہے تو نبی کریم ﷺ کے اسم گرامی کے مقدس سرمہ کو اذان واقامت کے وقت استعمال کرو اللہ تعالیٰ شفاء بخشے گا آزمائش شرط ہے۔

﴿منتر کی کیفیت﴾

مولوی اشرف علی نے لکھا ہے کہ عوام اسے منتر کی حیثیت سے عمل میں لاتے ہیں ہم نے رسالہ ہذا کے باب ثانی میں فقہاء کی عبارات اور سلف صالحین کی حکایات لکھیں۔ان لوگوں نے باربار یُستحب کا لفظ دہرایا ہے **یستحب** کا معنی یرقی(منتر کرنا) کسی لغت میں آیا ہو تو دیوبندی صاحبان دکھا دیں اور جہاں بھی اس مسئلہ کو فقہاء نے لکھا اسے استحباب کا درجہ دیا۔نامعلوم دیوبندی حضرات نبی کریم ﷺ کے معاملہ میں کیوں تنگ نظر بن جاتے ہیں۔یہ حقیقت قابل تحقیق ہے اور کوئی صاحب انصاف یا صلح کن صاحب ان کے پاس نہایت محبت اور نرمی سے پوچھے کہ جناب ایسی تنگ ظرفی اور پھر اپنے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے متعلق کیوں؟اگر جواب شافی ملے تو الحمدللہ ورنہ سمجھ لو کہ دال میں کالا کالا ہے۔

احادیث سے استنباط یا تو عقائد کے لئے ہو گا یا احکام کے لئے یا فضائل ومناقب کے لئے عقائد کے لئے جب تک حدیث مشہور متواتر نہ ہو کام نہیں چلے گا۔خبرواحد اگرچہ کیسے ہی قوت سند و نہایت صحت پر ہو تب بھی کام نہیں آئے گی۔علامہ تفتازانی فرماتے ہیں:

إن خبر الواحد على تقدير اشتماله على جميع الشرائط المذكورة فی أصول الفقه ، لا يفيد إلا الظن ولا عبرة بالظن فی باب الإعتقادات [54]

خبرِواحد اگرچہ تمام شرائط صحت کی جامع ہو ظن ہی کا فائدہ دیتی ہے اور معاملہ اعتقاد میں ظنّیات کا کچھ اعتبار نہیں۔ احکام کے لئے حدیث صحیح لذاتہٖ و صحیح لغیرہ یا حسن لذاتہٖ وحسن لغیرہٖ ضروری ہے جمہور علماء کے ہاں ضعیف سے دلیل پکڑنا بے کار ہے۔

فضائل و مناقب میں باتفاق علماء کرام حدیث ضعیف کافی ہے مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا اتنا ثواب پائے گا یا کسی نبی یا صحابی کی خوبی بیان ہوئی کہ انہیں اللہ عزوجل نے یہ مرتبہ بخشا یایہ فضل عطا کیا۔وہاں حدیث ضعیف کافی ہے

قال سيدی ابوطالب فی قوت القلوب فی معاملة المحبوب في فضائل الأعمال وتفضيل الأصحاب متقبلة محتملة على كل حال مقاطيعها ومراسيلها لا تعارض ولا ترد، وكذلك في أحوال القيامة ووصف زلازلها وعظائمها لا تنكر بعقل بل تتقبل بالتصديق والتسليم كذلك كان السلف يفعلون [55]

یعنی امام اجل، شیخ العلماء والعرفاء، سیدی ابوطالب محمد بن علی مکی قدس سرہ المکی کتاب جلیل القدر عظیم الفخر قوت القلوب فی معاملة المحبوب میں فرماتے ہیں،فضائل واعمال و تفضیل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیثیں کیسی ہوں ہر حال میں مقبول و ماخوذ ہیں۔مقطوع ہوں خواہ مرسل نہ ان کی مخالفت کی جائے نہ انہیں رد کریں ائمہ کا یہی طریقہ تھا۔

اسی طرح ملتی جلتی عبارتیں اصول حدیث کی تمام کتب موضوعات اور احادیث کی شروح میں ملیں گی۔ ''الضعيف يعمل به فی فضائل الاعمال''وغیرہ۔

انتباہ: بعض عیار مکار کہہ دیا کرتے ہیں کہ ضعیف حدیث صرف فضائل اعمال میں مقبول ہوتی ہے اور مناقب میں نہیں اور چونکہ تقبیل ابہامین کی احادیث مناقب پر مشتمل ہے کہ اس میں حضوراکرم ﷺ کی منقبت ثابت ہے بنابریں عمل بیکار اور پھر ثبوت میں وہ عبارات پیش کرتے ہیں جن میں صرف لفظ الاعمال آیا ہے پھر کہتے ہیں کہ اگر مناقب مقصود ہوتے تو علماء نے الاعمال کے بعد المناقب کا اضافہ کیوں نہیں کیا۔ایسے مکاروں کے دھوکے سے تین طریقوں سے بچنا لازم ہے۔

---

[54] (شرح العقائد النسفية ،ص88،مكتبة الكليات الازهرية القاهرة)

[55] (قوت القلوب فی معاملة المحبوب ووصف طريق المريد الى مقام التوحيد، باب تفضيل الاخبار وبيان طريق الارشاد وذكر الرخصة والسعة فی النقل والرواية،488/1،مكتبة دار التراث القاهرة)

اُصولیوں کا قاعدہ ہے کہ کسی ایک مسئلہ کے سمجھانے کے لئے کسی ایک جنس کا ذکر کردیا تواس کے باقی اقسام بھی اس میں شامل ہوں گے اور کہیں کہیں ان کے صراحۃً ذکر کر بھی دیتے ہیں جیسے یہاں ہوا کہ سیدی ابوطالب مکی نے قوت القلوب میں فضائل اعمال کے ساتھ مناقب کا بھی ذکر فرمادیا۔

بعض سادات انبیاء علیہم السلام کے فضائل و مناقب ثقات سے ثابت نہیں تو کیا ان کے فضائل ومناقب سے انکار کیا جائے گا۔

"تقبیل ابہامین" کی احادیث میں مناقب ضمناً ہیں لیکن مقصود تو فضائل اعمال ہیں کہ حضوراکرم ﷺ نے فرمایا جو عمل کرے گا اسے میں بہشت میں لے جاؤں گا وغیرہ وغیرہ۔ان احادیث میں اپنی تعریف سنانا مقصود نہیں بلکہ فضیلت عمل کا بیان کرنا مقصود ہے جسکے پاس عقلِ سلیم ہے وہ خود سمجھ جاتاہے۔

انتباہ: پہلے بھی اور اب بھی اور باربار اعلان ہے کہ احادیث تقبیل ابہامین موضوع نہیں اگر ہیں تو ضعیف ہیں۔اور احادیثِ ضعیفہ اعمال

میں قبول ہوتی ہیں۔ہمارے مخالفین کو چونکہ صرف نبی کریم ﷺ کی شانِ کریمی سے عناد ہے ورنہ ان کو خود دیکھو تو بہت سی حدیثوں پر

روزانہ عمل کرتے ہیں حالانکہ وہ حدیثیں بھی ضعیف ہیں ذیل میں چند" مشتے نمونہ از خروار"ضعیف احادیث کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔

(۱)غسل ووضو کے بعد رومال سے پانی پونچھنا۔

(۲)وضو میں گردن کا مسح۔

(۳)صلوٰۃ الاوابین۔(چھ رکعت بعد نماز مغرب)

(۴)بدھ ہفتہ کے دن پچھنے لگوانا۔(حجامہ کرانا)

(۵)اذان میں آہستگی ، اقامت میں تیزی اور مابین اذان واقامت کے فاصلہ۔

(۶)بدھ کے دن ناخن نہ کٹوانا۔

(۷)صلوٰۃ التسبیح۔

(۸)نماز میں امامت زیادہ پرہیز گار کی ہو۔

(۹)نماز نصف شعبان۔

(۱۰) تلقین کے متعلق صرف اسی کو شمار کرنے بیٹھوں تو مستقل رسالہ ہو جائے۔

نہایت افسوس ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس کی بابت کوئی بات ملے تو پھر ادھر اُدھر کی ماردی اور جان بچالی اور زیادہ افسوس "دیوبندیوں" کا ہے کہ اپنے آپ کو مقلّد بھی کہتے ہیں اور پھر احناف کی کتب سے مسئلہ کا ثبوت ملے تو منکر بھی ہوجاتے ہیں۔

﴿حرفِ آخر﴾

یہ تمام بحث صرف اس لحاظ سے تھی کہ احادیث کو "لَا یَصِحُّ" سے تعبیر کیا گیا ہے یہ اس وقت ہے جبکہ حدیث کو مرفوع سمجھا جائے۔اگر اسے موقوف قرار دیا جائے یعنی یہ مان لیں کہ واقعی صحیح سند کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ تک یہ حدیث مرفوع نہیں لیکن سرکار صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچنا تو صحیح ہے اس میں کسی کو کلام(اعتراض) نہیں اور اسے محدثین کی اصطلاح میں "حدیث ِ موقوف" کہتے ہیں۔حضرت ملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں، قلت واذا ثبت رفعه علی الصدیق فیکفی العمل به لقوله علیه السلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین [56]

یعنی میں کہتاہوں کہ جب اس حدیث کا ثبوت حضرت صدیق اکبررضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ہوگیا تو عمل کے لئے یہی بات کافی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔

اسی طرح جلالین کے محشی نے بھی فیصلہ فرمادیا۔

سوال: انگوٹھے چومنا صرف (بقولِ شا)مستحب ہے اور درود پڑھنا سنت بلکہ ضروری اب تم انگوٹھے چومتے ہو لیکن درود پڑھنا چھوڑ دیتے ہو ہم درود پڑھتے ہیں سنت پر عمل کرتے ہیں تم انگوٹھے چومتے ہو بدعت پر عمل کرتے ہو۔

الجواب: درود شریف پڑھنے کے موقع و محل ہوتے ہیں۔بہت ایسے مقامات ہیں جہاں درود پاک نہ پڑھنا ضروری ہوتا ہے اور وہ محل و مواقع اپنے قیاس سے ثابت کئے جاتے ہیں وہ متقدمین نے درود پاک بھی سکھا دیا اور انگوٹھے چومنا بھی۔چنانچہ باب دوم میں فقہاء کی عبارات میں ہے کہ "انگوٹھے چومتے وقت پڑھے وصلی اللہ علیک الخ یہ درود نہیں تو اور کیا ہے"

ہم نے حدیث پاک پر بھی عمل کیا اور فقہاء کرام کے قول پر بھی۔یہ تم ہو کہ لاتقربو الصلوة پر عمل کرتے ہو لیکن وآنتم سکری پر دھیان نہیں کرتے۔اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ [57]کے مصداق بن رہے ہو۔حنفی بن کر بلکہ محمد ی ہو کر حدیثوں سے روگردانی فقہ سے اعراض آخر یہ کب تک۔

---

[56] (الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الکبری، حرف المیم، ص306، الحدیث:435، المکتب الاسلامی بیروت)

[57] (پارہ1، سورۃالبقرۃ:85) ﴿ترجمہ:تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔﴾

سوال: اللہ تعالیٰ کے نام کو کیوں نہیں چومتے حالانکہ چومنا یا تعظیم سے ہے یا محبت سے کیا نبی اکرمﷺ کی تعظیم اور محبت اللہ تعالیٰ سے بڑھ گئی۔

جواب: یہ جاہلانہ اعتراض ہے پہلے تم خود مان گئے کہ نبی اکرمﷺ کا نام سن کر درود پڑھنا ضروری ہوجاتاہے (واقعی ایسے ہی)حدیث شریف میں بھی یونہی ہی ہے لیکن یہ مجھے کہیں دکھا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جل جلالہ وغیرہ کہنا ضروری کیا سنت بھی نہیں بلکہ مستحب ہے۔کیا اس سے لازم ہے نبی علیہ السلام کی شان اللہ تعالیٰ کی شان سے بڑھ گئی نہیں ہرگز نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ احکامِ شرعیہ کاوقوف احادیثِ مقدسہ واقوالِ صلحاء پر ہے۔چونکہ نبی اکرمﷺ کے نام کو سن کر انگوٹھے چومنے کا حکم شرع پاک نے دیا ہے اسی لئے ہم ان کے نام سن کر چومتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے نام کے متعلق حکم نہیں اسی لئے نہیں چومتے دوسرے یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کے نورِ مقدس کو انگوٹھوں میں پاکر چوما تھا۔''الولدُ سرٌّلابیہ''کی نیک فال ہم پرپڑی کہ ان کی سنت کے مطابق ہم بھی پیارے کانام سن کر انگوٹھے چوم لیتے ہیں تاکہ کہیں ہمیں بھی اس مقدس نور کی زیارت کا شرف مل جائے اور آپ حضرات مختار ہیں جو چاہیں کریں۔

سوال: حضرت آدم علیہ السلام نے تو نورِ اقدس کو دیکھ کر چوما اور تم انگوٹھے اور وہ بھی نامعلوم صاف ستھرے یا ویسے ہی۔

جواب: مولانا روم قدس سرہ ٗفرماتے ہیں:

پائے استدلالیاں چوبیں بود | پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

یعنی دلیل کے محتاجوں کے پاؤں لکڑی کے ہوتے ہیں لکڑی کے پاؤں نہایت کمزور ہوتے ہیں۔

مسلَّمہ بات ہے کہ شرعی مسائل میں قیاس آرائی وبالِ جان وایمان ہے جب بتایا جاچکا ہے کہ شرع مطہرہ کا حکم ہے اب ہمیں سرجھکانا لازم ہے اگر عقلی دلیل چاہتا ہے تو پہلے دل کو مصطفیﷺ کے عشق میں نذرانہ پیش کر۔پھر سنو "درمن قال" چونکہ یہ ناخن جلوہ گاہے نورِ مصطفویٰ علیٰ صاحبہا السلام ہیں اگرچہ اُن کا ظہور بابا آدم علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا لیکن ہم تو ابھی اسی تصور میں ہیں اور یہ تصور بڑا کام دیتاہے۔ایک علمی بات یاد رکھنے کی ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی روایت عین ہے کہ اس میں تمام راوی عین نام والے ہیں اسی لئے شاہ ولی اللہ اپنے آپ کو عبداللہ تصور کرکے روایت کرتے ہیں دوسری روایت کانام یوم العید ہے اور پھر بخاری میں ایک حدیث ہے کہ اسے بیان کرتے وقت ہر راوی ہونٹ ہلاتاہے پوچھا جاتاہے تو کہتے ہیں اس وقت نبی کریمﷺ نے ہونٹ ہلائے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کاتو اس قسم کا ایک رسالہ"المسلسلات"ہے جس میں فرضی باتیں بناکر صرف تصور کی دنیا قائم کرکے حدیث بیان کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں آج عید کا دن ہے اگرچہ عید کا دن

نہیں لیکن مشائخ کی سند میں یونہی آیا ہے۔ہم اس لئے کہتے ہیں کہ چونکہ ہمارے آقا کا نور انہی انگوٹھوں میں تھا وہی تصورات اب قائم ہیں بنابریں انگوٹھے چومے جاتے ہیں۔

مسئلہ: اذان کے متعلق تو صریح عبارات آئی ہیں اسی لئے ان میں تو شک کی گنجائش نہیں۔اذان پر بھی چونکہ اذان کا اطلاق حدیث شریف میں آیا ہے: بَیْنَ کُلِّ أَذَانَیْنِ صَلاَةٌ بَیْنَ کُلِّ أَذَانَیْنِ صَلاَةٌ (58)

یعنی مابین دواذانوں کے یعنی اذان و اقامت کے نماز ہے۔

اس حدیث شریف میں اقامت کو بھی اذان سے تعبیر کیا گیا ہے۔بنابریں جس طرح اذان میں اسم گرامی سن کر چومنا مستحب ہے اسی طرح یہاں بھی۔

فقط والسلام

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

---

[58] (صحیح البخاری، کتاب الاذان، الباب بین کل اذانین صلاۃ لمن شاء، 225/1، الحدیث:601، دار ابن کثیر، سنۃ النشر: 1414ھ/1993م)